نام	:	مسئلہ کشمیر کے امکانی حل
مولف	:	ارشاد محمود
ناشر	:	انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، اسلام آباد
صفحات	:	۱۴۰
قیمت	:	درج نہیں
تبصرہ نگار	:	سید مزمل حسین شاہ (☆)

برصغیر کی دو آزاد ریاستوں میں تقسیم کے فوراً بعد دونوں کے مابین اختلافات کے ایک ایسے سلسلے نے جنم لیا، جواب تک تین جنگوں کا سبب بن چکا ہے۔ ان اختلافات میں سب سے اہم مسئلہ کشمیر ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں مختلف محققین اپنے اپنے انداز میں اظہار خیال کرتے رہے ہیں۔ اور اس کے سلجھانے کیلئے مقدور بھر تجاویز پیش کرتے رہتے ہیں۔ نوجوان قلمکار ارشاد محمود مختلف اخبارات میں کئی سالوں سے اس موضوع پر لکھ رہے ہیں۔ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے پاکستان اور بھارت کے درمیان ہونے والے مذاکرات پر ان کی ایک کتاب طبع ہو چکی ہے۔

"مسئلہ کشمیر کے امکانی حل" کے نام سے ان کی تازہ ترین کتاب بعض دانش وروں کے خیالات کا مرقع ہے۔ جن میں امان اللہ خان، ڈاکٹر ایس ایم قریشی، شیخ تجمل الاسلام اور پروفیسر نذیر احمد شال کے افکار شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ضمیمہ جات میں انہوں نے مختلف دستاویزات بھی شامل کی ہیں۔ جن میں معاہدہ امرتسر، قرار داد الحاق پاکستان، اقوام متحدہ کی قرار دادیں، اعلان تاشقند، شملہ معاہدہ اور کشمیر کے بھارت سے متنازعہ الحاق کے بارے میں ایسٹر لیمب کی تحقیق شامل ہیں۔

ارشاد محمود نے "مسئلہ کشمیر: منظر و پس منظر" سے کتاب کا آغاز کیا ہے۔ اس میں انہوں نے مسئلہ کشمیر پر اس کے تاریخی، مذہبی اور تہذیبی تناظر میں نظر ڈالی ہے۔ اس ضمن میں

☆ پی آر او، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

اقوام متحدہ کے کردار کو بھی زیر بحث لایا ہے اور ترتیب وار ان واقعات کا ذکر کیا ہے' جو اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر کے لے جائے جانے کے بعد رونما ہوتے رہے مصنف نے موجودہ تحریک آزادی کو جس کا آغاز ۱۹۸۸ء میں ہوا برسہا برس سے جاری تحریک آزادی کا ایک تسلسل قرار دیا ہے۔ ۱۹۸۸ء کے بعد سے اب تک بھارتی مسلح افواج نے مقبوضہ کشمیر میں جو انسانیت سوز مظالم کیئے ہیں اور جن قوانین کا سہارا لیا ہے' ان کا ذکر بھی انہوں نے تفصیل سے کیا ہے۔ اس باب میں انہوں نے ۶۲ مستند مصادر کے حوالے دیئے ہیں۔

"تقسیم کشمیر۔ ایک جائزہ" کے عنوان سے انہوں نے پروفیسر نذیر احمد شال کا ایک مضمون "مسئلہ کشمیر کے امکانی حل" کے باب کے آغاز میں دیا ہے۔اس میں انہوں نے تقسیم کشمیر کو مسئلے کے ایک حل کے طور پر قبول کرتے ہوئے کہا ہے: "اگر تقسیم کشمیر کا مدعا اس قصے کا حقیقت پسندانہ اور منصفانہ حل ڈھونڈ نکالنا ہے' جو ہر حال میں کشمیریوں کے جذبات و مفادات کے علاوہ پاکستان کی اقتصادی' نظریاتی اور علاقائی سلامتی کے مفاد میں ہو تو اس طرح کی تجاویز پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیا جا سکتا ہے۔ تاہم ایسی تجاویز کا براہ راست یا بلا واسطہ (شاید بالواسطہ کہنا چاہتے ہوں) کشمیر کے اکثریتی طبقے کے نظریات اور مفادات سے کوئی تصادم نہیں ہونا چاہیئے۔ (ص ۔ ۴۹)

"مسئلہ کشمیر اور ٹرسٹی شپ" ڈاکٹر ایس ایم قریشی کا تحریر کردہ مضمون ہے' اس میں انہوں نے کشمیر کو کچھ عرصے کیلئے اقوام متحدہ کی تحویل میں دینے کی ڈاکٹر محبوب الحق اور امان اللہ خان کی تجاویز کا محاکمہ کیا ہے۔ انہوں نے ٹرسٹی شپ کے نظام کے مختلف مظاہر کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس سے کشمیریوں کو فائدہ نہیں' بلکہ الٹا نقصان ہوگا۔ اور کشمیری پاکستان اور بھارت دونوں میں اجنبی بن کر رہ جائیں گے اور ان سے غیرملکیوں جیسا سلوک کیا جائے گا (دیکھیئے صفحہ ۶۶)

"خود مختار کشمیر کے نظریے کو اگر صرف ایک جملے میں سمجھنے کی کوشش کی جائے تو میں کہوں گا کہ ہم بکھری ہوئی پوری ریاست جموں و کشمیر کو متحد اور یک جان کر کے ایک آزاد اور خود مختار ملک کے قیام کیلئے مصروف عمل ہیں" اس سے امان اللہ خان کے مضمون: خود مختار کشمیر کا مقدمہ" کا آغاز ہوتا ہے۔ ان کا کہنا ہے: "ہم اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ

استصواب رائے کیلئے کشمیریوں کے سامنے صرف دو ہی آپشن رکھے جائیں۔ یعنی پاکستان یا پھر بھارت سے الحاق ۔ اس کے برعکس ہمارا موقف یہ ہے کہ ریاست کے عوام کے سامنے ایک تیسرا آپشن آزاد اور خود مختار کشمیر کا بھی رکھا جائے"۔ (صفحہ ٦٧) امان اللہ خان نے اپنے موقف کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تاریخ کے بیشتر ادوار میں کشمیر ایک آزاد اور خود مختار ملک رہا ہے۔ انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح ؒ کے اس بیان کا بھی حوالہ دیا ہے' جو ۱۸ جون ۱۹۴۷ء کے پاکستان ٹائمز میں شائع ہوا تھا اور جس میں انہوں نے ریاستوں کا یہ حق تسلیم کیا تھا کہ وہ اگر آزاد رہنا چاہیں تو انہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی اور پاکستان ان ریاستوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر تقسیم کے معاہدے کرنے کیلئے تیار ہوگا۔ امان اللہ خان نے کشمیریوں کے حق کو الحاق پاکستان اور الحاق بھارت تک محدود کرنے والی اقوام متحدہ کی قرار دادوں کو بھی ہدف تنقید بنایا ہے (صفحات ۷۲' ۷۳)

اگلا مضمون امان اللہ خان کے موقف کے بالکل برعکس ہے۔ اس میں شیخ تجمل الاسلام نے خود مختار کشمیر کے تصور کو تفصیلی دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔ اپنے مضمون میں انہوں نے اس تصور کو کشمیریوں کیلئے نقصان دہ قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے: "سچ تو یہ ہے کہ خود مختار کشمیر' استعمار کی طاقتوں کے مقاصد پورے کرے گا اور یہ اسلامی مقاصد کے حصول کی راہ میں ایک رکاوٹ بنے گا"۔ (صفحہ ۸۹) .

"تھرڈ آپشن ۔ علاقائی اور جغرافیائی تناظر میں" ارشاد محمود کا ہی مضمون ہے' اس میں حالات و واقعات کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد انہوں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ اس بات کا کوئی امکان نظر نہیں آتا کہ ریاست ایک اکائی کے طور پر کبھی خود مختاری حاصل کر سکے گی۔ ان کا کہنا ہے کہ علاقائی' جغرافیائی اور عالمی حالات خود مختار ریاست کے لیئے سازگار نہیں ہیں۔ (صفحہ ۱۰۴)

اس باب میں بھی ارشاد محمود نے ۳۴ مصادر و مواخذ کا حوالہ دیا ہے۔

ضمیمہ جات کے ضمن میں انہوں نے معاہدہ امرتسر سے لیکر اب تک ہونے والے مختلف معاہدات کے متون دیئے ہیں اقوام متحد کی کئی قراردادوں کو بھی اس میں جگہ دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ۱۰ حوالہ جات کا ذکر کیا ہے۔

ارشاد محمود کی یہ کاوش اس لحاظ سے قابل قدر ہے کہ اس میں مسئلہ کشمیر کے جو حل

اب تک زیر غور ہیں' ان سب کو جگہ دی گئی ہے اور معلومات کے متمنی کو آسانی سے اصل مصادر تک رہنمائی مل جاتی ہے۔

یہ کتاب ۱۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا سرورق خوبصورت ہے۔ اسے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد نے شائع کیا ہے۔ یہ ادارہ اب تک کشمیر کے موضوع پر ۱۳ کتب اور تحقیقی مقالے شائع کر چکا ہے۔